بِسمِ اللّٰہِ الرَّ حمٰنِ الرَّ حِیم		نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیمِ		وَعَلٰی عَبدِالْمَسِیح الْمَوعَود

جماعت احمدیہ کیلئے لمحہ فکریہ۔!

www.alghulam.com

﴿لوگ آئے اور دعوی کر بیٹھے۔شیر خدا نے انکو پکڑا۔اور شیر خدا نے فتح پائی﴾

(روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۹)

بخدمت

امیر جماعت احمدیہ عالمگیر،امرائے ممالک،علمائے جماعت اور افراد جماعت!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

آپ سب جانتے ہیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالی نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو ایک لڑکے اور ایک غلام کی بشارات سے نوازا تھا جیسا کہ درج ذیل الہام سے ظاہر ہے:۔

خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے(جل شانہ وعزاسمہ)مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ۔

﴿میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔اور تیرے سفر کو(جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے)تیرے لیے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور اِحسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں۔کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا اُنہیں جو خدا کے

وجود پر ایمان نہیں لاتے۔اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملےاور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُسکے ساتھ فضل ہے۔جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا ۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ (اِشتہار ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء)

چند گذارشات بسلسلہ الہامی پیشگوئی

(۱) مندرجہ بالا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دراصل دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔بالالفاظ دیگر اس میں دو نشانوں یا دو موعود وجودوں کی بشارات ہیں۔یعنی ایک موعود صلبی لڑکا اور دوسرا موعود زکی غلام۔

(۲) موعود غلام سے متعلق مبشر الہامات سے پتہ چلتا ہے کہ انکا سلسلہ نزول حضورؑ کے کسی فرزند کی پیدائش کے بعد منقطع نہیں ہوا بلکہ تقریباً آپکے وصال تک جاری رہتا ہے۔ اگر ''موعود غلام'' کا مصداق حضورؑ کے کسی جسمانی بیٹے کو ٹھہرائیں تو مبشر وجود کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسکی بشارت پر مشتمل الہامات کا نازل ہونا بے معنی بن جاتا ہے۔ حالانکہ کلام اللہ تو اِنتہائی حکیمانہ کلام ہوتا ہے ایسی غلطی تو کسی معقول انسانی کلام میں بھی نہیں پائی جاتی چہ جائیکہ کلام اللہ میں ہو۔ موعود غلام سے متعلق الہامات اِلٰہی کا سلسلہ حضورؑ کے کسی جسمانی فرزند کی پیدائش کے بعد منقطع نہ ہونا بلکہ آپ کی وفات تک جاری رہنا اس امر پر قطعی دلیل ہے کہ موعود غلام حضورؑ کا کوئی جسمانی فرزند نہیں تھا بلکہ یہ کوئی اور ہے جس نے آپکا غلام ہونے کی نعمت عظمٰی کو پانا تھا۔ حضورؑ کا اجتہادی طور پر اپنا یہ خیال ضرور تھا کہ غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود آپؑ کا کوئی جسمانی لڑکا ہوگا لیکن زکی غلام سے متعلق وہ تمام مبشر الہامات جو آپکے وصال تک نازل ہوتے رہے آپکے اس اجتہادی خیال کی نفی کرتے ہیں۔

(۳) وہ کلام اِلٰہی جو آنحضرت ﷺ کے مبارک اور حسین دل پر نازل ہوا تھا۔ وہ جو قیامت تک کیلئے نوع انسان کے واسطے ہدایت، نور، فرقان اور حکم کی حیثیت رکھتا ہے وہ بھی اِسی اَمر کی تصدیق کرتا ہے کہ اِلٰہی بشارت ہمیشہ پہلے ہوا کرتی ہے اور مبشر وجود بشارت کے بعد کسی وقت پیدا ہوا کرتا اور ظاہر ہوا کرتا ہے۔ یہ حقیقت قرآن مجید کے مطالعہ سے بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ وہ قرآن جس نے ماضی قریب میں حیات مسیح ناصریؑ کے باطل عقیدہ کو ردّ کیا تھا، وہی قرآن آج غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق جماعتی غلط عقیدہ، کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا تھا، کو ردّ کر رہا ہے۔ یہ فیصلہ قرآن کا ہے اور کوئی اس قرآنی فیصلہ کو چیلنج نہیں کر سکتا۔

(۴) قرآن پاک کی روشنی میں جب ہم غلام مسیح الزماں سے متعلق حضورؑ پر نازل ہونے والے مبشر کلام اِلٰہی کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں درج ذیل دو نتائج پر پہنچاتا ہے۔

(اوّل)۔ کوئی بھی ایسا شخص جو غلام مسیح الزماں سے متعلق نازل ہونے والے آخری مبشر الہام جو ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا، سے پہلے پیدا ہوا، خواہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی ذریت میں داخل تھا یا دونوں روحانی اور جسمانی ذریت میں داخل تھا، غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق الہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اس طرح حضورؑ کی نرینہ اولاد بشمول خلیفۃ المسیح الثانی غلام مسیح الزماں کی بشارت کے دائرہ سے باہر نکل جاتی ہے۔ کلام اِلٰہی کے برخلاف ان میں سے کوئی بھی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں بن سکتا۔

(دوم)۔ ہر وہ شخص جو غلام مسیح الزماں سے متعلق نازل ہونے والے آخری مبشر الہام جو ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا، کے بعد پیدا ہوا، خواہ وہ حضورؑ کی روحانی ذریت میں داخل ہو یا دونوں روحانی اور جسمانی ذریت میں داخل ہو، اگر اللہ تعالیٰ ایسے کسی انسان کو غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا مصداق بنانا چاہے تو وہ بن ہو سکتا ہے۔

(۵) ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو جو دو نشان عطا فرمائے گئے تھے، ان سے متعلق پیشگوئیاں اپنے اپنے اصل کی بجائے اپنے مثیلوں میں پوری ہو رہی ہیں۔ وجیہہ اور پاک لڑکا، مثیل بشیر احمد اوّل تھا جبکہ غلام مسیح الزماں، مثیل مبارک احمد ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۶) جہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تعلق ہے تو آپ ''موعود لڑکا'' کے مصداق تو تھے لیکن ''موعود زکی غلام'' کے نہیں۔ حضورؑ نے موعود لڑکے کی بجائے موعود زکی غلام کو مصلح موعود کا نام دیا ہے۔

(۷) جسمانی لوگوں کی ذریت و نسل ان کی جسمانی اولاد ہوتی ہے لیکن روحانی لوگوں کی ذریت و نسل ان کی روحانی اولاد ہوتی ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ''ذریت'' کے الفاظ اپنی روحانی نسل کیلئے استعمال فرمائے ہیں۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

(ا) ''اِسی طرح وہ انسان کی روحانی پیدائش پر بھی قادر تھا یعنے اسکا قانون قدرت روحانی پیدائش میں بعینہٖ جسمانی پیدائش کی طرح ہے کہ اوّل وہ ضلالت کے وقت میں کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو روحانی طور پر اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے اور پھر اُسکے متبعین کو کہ جو اُسکی ذریت کا حکم رکھتے ہیں بہ برکت متابعت اس کی کے روحانی زندگی عطا فرماتا ہے۔ سو تمام مرسل روحانی آدم ہیں اور ان کی اُمت کے نیک لوگ اُنکی روحانی نسلیں ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۵۵)

(ب) ''اور وہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم سب بھول گئے۔ اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۶۶)

(ج) ''مجھے یہ بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اور اسلام کے شرفاء کی ذریت جن کے سامنے نئے علوم کی لغزشیں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں اس کتاب کو دیکھیں۔ اگر مجھے وسعت ہوتی تو میں تمام جلدوں کو مفت للہ تقسیم کرتا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۳۶۹)

ان حوالہ جات میں حضورؑ نے ذریت و نسل کے الفاظ روحانی معانی میں استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح درج ذیل الفاظ میں آپؑ نے جسمانی نسل کیلئے ''اولاد'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور روحانی نسل کیلئے ''ذریت'' کے الفاظ۔

(د) ''اور ایسا ہی اس جگہ بھی جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ اس عاجز کو دنیا کی اصلاح کیلئے پیدا کرے۔ اور بہت سی اولاد اور ذریت مجھ سے دنیا میں پھیلاوے جیسا کہ اسکے اس الہام میں ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں درج ہے۔ تو پھر دوبارہ اس نے فارسی خاندان اور سادات کے خون کو باہم ملایا۔ اور پھر میری اولاد کیلئے تیسری مرتبہ ان دونوں خونوں کو ملایا۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۴ حاشیہ)

ان الفاظ میں حضورؑ نے اپنی جسمانی اور خونی نسل کیلئے ''اولاد'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں جبکہ اپنی روحانی نسل کیلئے ''ذریت'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

(۸) حضورؑ نے فرمایا ہے کہ آپ مجدد صدی بھی ہیں اور مجدد الف آخر بھی۔ آپ مجدد صدی تھے اس بات کی تو آسانی کے ساتھ سمجھ آ جاتی ہے کیونکہ آپؑ چودھویں صدی کے مجدد تھے اسی طرح جس طرح آپ سے پہلے مجددین ہر صدی کیلئے آتے رہے ہیں۔ لیکن آپؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ آپؑ مجدد الف آخر یعنی آخری ہزار سال کے مجدد بھی ہیں۔ آپکے ان الفاظ سے کیا مراد تھی؟ میری گذارش ہے کہ آنحضورﷺ کے بعد تجدید کے دائرہ میں مجدد الف آخر سے وہی مراد ہے جو نبوت کے دائرہ میں خاتم النبیین سے مراد ہے۔ (ا) جس طرح سلسلہ انبیاءؑ میں آنحضرتﷺ خاتم النبیین ٹھہرے کیونکہ نبوت کے تمام کمالات آپ کی ذات بابرکات پر ختم ہو گئے اسی طرح سلسلہ تجدید میں حضرت

مرزا صاحبؒ مجدد الف آخر ٹھہرے کیونکہ تجدید کے تمام کمالات آپکی ذات بابرکات پر ختم ہوگئے۔ (۲) جس طرح آنحضرتﷺ کے بعد نبوت کا انعام پانے کیلئے آپﷺ کی غلامی ایک شرط قرار پائی، اسی طرح حضرت مرزا صاحبؒ کے بعد تجدید کا انعام پانے کے لیے بھی آنحضرتﷺ کے علاوہ آپؒ کی غلامی ایک شرط قرار پائی ہے۔ (۳) مزید برآں جس طرح آنحضرتﷺ کی نبوت قیامت تک کیلئے ہے لیکن اسکے باوجود آپﷺ نے اپنے بعد ایک امتی یا غلام نبی کی خبر دی تھی تا کہ آپﷺ کے بعد پیدا ہونے والے ختم نبوت کے غلط عقیدے کا قلع قمع ہو سکے بالکل اسی طرح حضرت مرزا صاحبؒ بھی مجدد الف آخر ٹھہرے اور آپکی تجدید بھی قیامت تک کیلئے ہے لیکن اس کے باوجود آپؒ نے اپنے بعد ایک مجدد یا مصلح موعود کی خبر دی ہے تا کہ آپؒ کے بعد ختم مجددیت کے فتنے اور غلط عقیدے کا دفعیہ ہو سکے۔ دراصل یہ معاملہ انسانوں کے دائرہ اختیار ہی میں نہیں کہ وہ کسی روحانی نعمت پر خاتمیت کا ٹھپہ لگاتے پھریں۔ مزید یہ کہ روحانی نعمات کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کو جو روحانی نعمت بھی بخشنا چاہے، بخش سکتا ہے۔

(۹) پیشگوئیوں کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے اور جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی یہ فرمایا ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی پیشگوئی کی سب علامتیں دعویٰ کے ابتداء میں کسی مدعی کے وجود میں پوری ہو جائیں۔ لیکن ایسا بھی کبھی نہیں ہوتا کہ کسی مدعی کے وجود میں پیشگوئی کی سب علامتوں کو استعارہ یا تاویل کے رنگ میں پورا کرنا پڑے۔ پیشگوئی کے سلسلہ میں یہ یقینی بات ہے کہ اس کی مرکزی اور قطعی علامتیں صرف پیشگوئی کے اصلی مصداق میں ہی پوری ہوتی ہیں نہ کہ کسی غیر میں۔ بقول حضرت مرزا صاحبؒ اگر لوگ قبل از وقت غلطی سے کسی پیشگوئی کے ظہور کے متعلق اتفاق بھی کر لیں تب بھی اس اتفاق کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ اتفاق یا اجماع ان امور پر ہوتا ہے جن کی حقیقت بخوبی سمجھی گئی اور دیکھی گئی اور دریافت کی گئی ہو۔ لیکن پیشگوئی تو مخفی امور پر مشتمل ہوتی ہے۔ ظاہر ہے جو بات مخفی ہو اس پر اتفاق یا اجماع کیونکر ہو سکتا ہے؟

(۱۰) اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے ۲۱ مارچ ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔ اب کچھ لوگ حضورؑ کے ان الفاظ پر بڑی شدت سے پنجہ مارتے ہیں اور دلیل دیتے ہیں کہ نو سال کے اس عرصہ میں اس لڑکا نے ضرور پیدا ہونا تھا۔ چونکہ وہ لڑکا (جسے حضورؑ اجتہادی طور پر اپنا موعود لڑکا سمجھتے رہے) مرزا بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں نو سال کے اندر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو گیا تھا لہٰذا وہی موعود غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق تھا۔ اس ضمن میں حسب سابق پھر میری دو گذارشات ہیں۔

(اوّل)۔ یہ کہ حضورؑ کے الفاظ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' الہامی نہیں بلکہ اجتہادی ہیں بالکل اسی طرح جس طرح حضورؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔

(دوم)۔ یہ کہ اگر وہ موعود زکی غلام، بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں پیدا ہو گیا تھا تو پھر (ا) آپ یعنی بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے بعد بھی (۲) اور نو سال کے عرصہ (یعنی ۲۱ مارچ ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی (۳) اور مزید یہ کہ حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارات (اِنہی علامات اور صفات کے ساتھ جو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات تک آپؑ پر نازل ہوتی رہیں۔؟ لہٰذا اس طرح قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضورؑ کے یہ الفاظ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔'' الہامی نہیں بلکہ اجتہادی ہیں اور مزید یہ کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ روحانی بیٹا ہے جس کی جسمانی پیدائش ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہونی تھی۔ اگر خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود تھے تو نظام جماعت اس کا ثبوت پیش کرے لیکن میں عرض کروں گا کہ قیامت تک نظام جماعت اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکتا کیونکہ وہ غلام مسیح الزماں نہیں تھے بلکہ موعود لڑکا ہو سکتا ہیں۔ آپ کا دور خلافت، آپ کا علم قرآن، آپ کی خدمت دین اور آپ کی خدمت انسانیت آپ کے ''موعود لڑکا'' ہونے کا ثبوت تو ہو سکتا ہے لیکن غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا نہیں۔؟ اسکی دو وجوہات ہیں۔

(ا) وہ زکی غلام مسیح الزماں کی بشارت کے دائرہ ہی میں نہیں آتے (۲) غلام مسیح الزماں ہونے کا الہامی ثبوت تو اس عاجز کے پاس ہے۔

(اا) اگر کوئی بات کسی انسان میں قطعی طور پر ثابت نہ ہو سکے یا مشاہدہ نہ ہو سکے تو ہم اسے علامت کیوں کر ٹھہرا سکتے ہیں؟ مندرجہ بالا پیشگوئی کے الہامی الفاظ میں کوئی باون (۵۲) علامتیں نہیں ہیں اور نہ ہی پیشگوئی بیان فرمانے والے (حضرت مہدی معہودؑ) نے ان کا ذکر فرمایا تھا تو پھر خلیفۃ المسیح الثانی ان باون علامتوں کو کہاں سے لے آئے۔؟ آپ کی تقریر جو آپ نے دسمبر ۱۹۴۴ء بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ارشاد فرمائی تھی اور جو بعد ازاں کتابی شکل میں شائع ہوئی اور اس کا نام ''الموعود'' رکھا گیا ایک سحر ہے۔ اسکے لکھنے والے نے اپنی سحر بیانی سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کی اور لوگ مرعوب ہو بھی گئے۔ تاریخ احمدیت میں یہ بات لوگوں کے ذہن میں پختہ کی گئی ہے کہ خلیفہ وقت کی بات سے اختلاف کرنا گناہ ہے حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے اور اسکی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ اسکی درج ذیل دو وجوہات ہیں۔

(اوّل)۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد انتخابی یا انتظامی خلفاء کا مقام خلفائے راشدین سے بڑھ کر نہیں ہے۔ عالم اسلام کے پہلے خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۃ الرسول ﷺ بیعت کے فی الفور بعد ارشاد فرماتے ہیں۔

''صاحبو! میں تم پر حاکم مقرر کر دیا گیا، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو ان میں میری مدد کرو، اور اگر دیکھو کہ میں برائی کی طرف جا رہا ہوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ اے لوگو! تم میں سے جو ضعیف ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے، یہاں تک کہ میں اس کا حق دلا دوں۔ انشاء اللہ۔ اور بظاہر زور و قوت رکھنے والا آدمی بھی میرے نزدیک کمزور ہے۔ یہاں تک کہ میں بے سہارا کمزور آدمی کا حق اس سے دلا دوں انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے، اس کو خدا خوار اور ذلیل کر کے چھوڑتا ہے اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جائے، خدا اس کی مصیبت کو بھی عام کر دیتا ہے۔ میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے

ہوئے راستے پر چلوں تو تم لوگ میری اطاعت کرو۔لیکن اگر میں خدا اور اسکے رسول ﷺ کے راستے کو چھوڑ دوں، تو تم میں سے کسی ایک پر بھی میرا حکم نہیں چل سکتا۔اچھا، اب نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔اللہ تم پر رحم فرمائے۔'' (اصحاب رسول ﷺ اور انکے کارنامے صفحہ ۶۷ مطبوعہ فیروزسنز لاہور ،مصنف نبی احمد سہا، بحوالہ ابن ہشام امر سقیفہ بنی ساعدہ)

(دوم)۔بقول حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پیشگوئی کے تعین کے سلسلہ میں بعض اوقات نبیوں سے بھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے تو پھر آپکے اس فرمان کے بعد کسی انتخابی خلیفہ کی کیا حیثیت ہے۔؟ان چند امور کا یہاں اجمالی طور پر ذکر کیا گیا ہے جبکہ ان کی تفصیل میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' میں موجود ہے۔

الہامی پیشگوئی کا ثبوت

میں احباب جماعت احمدیہ سے پوچھتا ہوں کہ میری کتاب کے دوسرے حصہ یعنی ''الہامی پیشگوئی کی حقیقت'' کیساتھ کیا ان باون علامتوں کا سحر ٹوٹ نہیں گیا۔؟ اب میں اختصار کے ساتھ الہامی پیشگوئی میں بیان فرمودہ چند مرکزی علامتوں کے متعلق عرض کرتا ہوں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ☆ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا ☆

جہاں تک سخت ذہین و فہیم ہونے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں کہا جاتا ہے کہ عام طور پر جہاں ایک معمولی ذہن رکھنے والے شخص کو کچھ نظر نہیں آتا وہاں ایک غیر معمولی ذہین شخص کو عجیب و غریب اشارے مل جاتے ہیں گویا اسے الہام ہو جاتا ہے۔آئزک نیوٹن (Isaac Newton) نے ایک سیب کو گرتے دیکھا۔نیوٹن سے پہلے اور بعد میں بھی انسانوں نے یہ واقعہ بیشمار مرتبہ دیکھا ہوگا۔لیکن نیوٹن کو اس معمولی واقعہ سے ایک ایسا اشارہ ملا جس سے اس نے کشش ثقل کا ایک بہت بڑا قانون (Law of Gravitational Force) دریافت کیا۔اسی طرح چارلس ڈارون (Charles Darwin) کو مختلف حیوانات کی مشابہت سے ایک اشارہ ملا جس سے اس نے نظریہ ارتقاء (Theory of Evolution) کو تشکیل دیا۔ہر قاری کیلئے میری کتاب کا حصہ دوم خاص طور پر اس قسم کی ذہانت و فہانت کے لیے آئینہ ہے۔جہاں تک علوم ظاہری اور باطنی کا تعلق ہے تو یہاں علوم ظاہری سے مراد ہے کہ اس زکی غلام کو حقائق الاشیاء کا بدرجہ اتم علم دیا جائے گا۔اور علوم باطنی سے مراد ہے کہ اسے اس نور کا کامل عرفان بخشا جائے گا جو کہ محیط کل ہے یا بالفاظ دیگر الٰہی صفات ''ظاہر'' اور ''باطن'' کا اُسے خاص علم دے کر اسے ظاہری و باطنی علوم سے پر کیا جائے گا۔علم کے سلسلہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جو دعائیں الہاماً سکھائیں گئیں ان میں یہ دو دعائیں بھی خاص طور پر شامل ہیں۔

(ا) رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۳۔چوتھا ایڈیشن) اے میرے ربّ! مجھے اشیاء کے حقائق دکھا۔

(اا) رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَكَ الْكُلِّيَّة ۔ (تذکرہ صفحہ ۵۳۴) اے میرے ربّ! مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھا جو محیط کل ہیں۔

یہ ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ ان الہامی دعاؤں کو غلام مسیح الزماں کے حق میں بھی قبول فرماتا اور اُسے اپنی ذات کا کامل علم و عرفان بخشتا اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کیساتھ کیا ہے۔اب جس انسان میں اِس طرح ذہانت و فہانت اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جانا ثابت ہو جائے

تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ دل کا حلیم بھی ہوگا۔ ایک اور علامت یہ ہے کہ!

☆ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) ☆

اس علامت کے ضمن میں عرض ہے کہ کسی انسان کا اپنے بھائیوں میں چوتھے نمبر پر پیدا ہو جانا کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ ہماری جماعت میں اور باقی دنیا میں لاکھوں اور کروڑوں انسان ایسے ہونگے جو اپنے بھائیوں میں چوتھے نمبر پر پیدا ہوئے ہونگے۔ خاکسار خود تین بھائیوں کے بعد چوتھے نمبر پر پیدا ہوا ہے اور اس میں میرے لیے کیا عجیب بات ہے؟ اصل میں اس علامت کا مطلب یہ ہے کہ دنیائے علم میں کسی تصور یا نظریہ کے سلسلہ میں علمائے سائنس کا تین پر اتفاق ہوگا اور وہ موعود غلام مسیح الزماں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس تصور یا نظریہ کو ''تین'' کی بجائے ''چار'' میں بدل دے گا۔ اور اس طرح وہ دنیائے علم میں ''تین کو چار کرنے والا ہوگا''۔ میری کتاب کے ''حصہ دوم'' میں آپکو یہ علامت بخوبی نظر آ جائے گی۔ پیشگوئی میں بیان فرمودہ ایک اور علامت یہ ہے کہ!

☆ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ

وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ ☆

دراصل الہامی پیشگوئی میں موعود غلام مسیح الزماں کی یہی مرکزی علامت ہے۔ اس علامت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس موعود غلام کو اپنی اِن صفات یعنی ''اوّل'' اور ''آخر''، ''حق'' اور ''اعلیٰ'' کا بطور خاص علم بخشے گا اور اس طرح وہ اِن الٰہی صفات کے ساتھ علماء کے سامنے ایسا فلسفہ یعنی علم و حکمت پیش کریگا جو کہ قدیم و جدید فلاسفہ کا منہ بند کر دیگا۔ دوسری خاص بات یہ کہ موعود غلام ایک ''اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ'' کی شکل میں مذاہب کی بحث کو کھینچ کر دنیائے علم میں لے آئے گا۔ اور یہی وہ آسمانی حربہ ہے جو دین اسلام کو باقی ادیان پر غلبہ بخشے گا۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ۔ جو شخص بھی تعصب سے خالی ہو کر تقویٰ کے ساتھ میری کتاب کا حصہ دوم (یعنی الہامی پیشگوئی کی حقیقت) کا بغور و فکر مطالعہ فرمائے گا تو یہ مرکزی علامت مجھ میں پوری ہوتے دیکھ لے گا۔

آزادی ضمیر اور آزادی اظہار انسانوں کا بنیادی حق ہے اور دین اسلام اس کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ شرف انسانی ہے جسے انسانوں کو دلانے کیلئے ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ نے مخالفوں سے جہاد کئے۔ اگر کسی نظام میں انسانوں سے یہ حقوق سلب کر لیے جائیں تو پھر ایسا نظام اسلامی کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔ مزید برآں ہر مدعی پر فرض ہے کہ وہ اپنا دعویٰ دلیل کیساتھ پیش کرے۔ بے دلیل دعویٰ پیش کرنا اور پھر اسے جبر کے ساتھ لوگوں سے منوانا، اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں۔ مذہب میں جبر کی کوئی گنجائش نہیں لیکن عجیب بات ہے کہ بعض لوگ مذہب کے نام پر ہی لوگوں پر جبر کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر جبر جسمانی ہی ہو بلکہ یہ روحانی بھی ہوسکتا ہے کیونکہ فی زمانہ جبر کی بہت ساری اقسام پیدا کر لی گئی ہیں۔ آج بھی اگر کوئی انسان آزادی ضمیر اور آزادی اظہار کی راہ میں روکاوٹ بنتا ہے تو وہ شخص دراصل انسانوں کا بنیادی حق چھینتا ہے۔ وہ شرف انسانی پر حملہ کرتا ہے اور ہر ایسے شخص کے خلاف آج بھی آنحضرت ﷺ کا جہاد واجب ہو جاتا ہے جو کہ آپ ﷺ نے شرف انسانی کو قائم کرنے کیلئے کیا تھا۔

دنیا کے تقریباً سبھی مذہبی راہنماؤں اور مذاہب کے بانیوں کی زندگی میں کوئی نہ کوئی ایسا مرکزی واقعہ ضرور پیش آیا ہے جس نے اپنے روحانی اثرات کی بنا پر صاحب واقعہ کی زندگی کو دو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا۔ایک اس واقعہ سے پہلے کی زندگی اور ایک اسکے بعد کی۔ پھر ایسے تمام واقعات کا یہ بھی خاصہ رہا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اس شخصیت کی پوری زندگی اسی مرکزی واقعہ کے اثرات کے تابع رہی ہے۔خواہ وہ ذات حضرت نوح علیہ السلام کی تھی یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی۔حضرت مہاتما بدھؒ کی یا حضرت مہاویر جینؒ کی ۔حضرت موسیٰؑ کی تھی یا حضرت عیسیٰؑ کی۔حضرت محمد ﷺ کی تھی یا حضرت مہدیؑ کی۔اِن تمام شخصیتوں اور اِنکے علاوہ اور دوسرے مذہبی راہنماؤں کی سوانح حیات کسی نہ کسی ایک ایسے مرکزی روحانی تجربہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کے بعد اِن کی زندگی یکسر بدل گئی۔اس روحانی تجربہ یا واقعہ کو کسی روایت میں گیان، کسی میں عرفان، کسی میں مشاہدہ اور کسی میں وحی اور الہام کا نام دیا گیا۔اگر اس روحانی تجربہ کو ایک دوسرے رخ سے دیکھا جائے تو یہ انسان کیلئے اِسکی وجودی تنہائی کے مداوے کا تجربہ ہے۔تنہائی اور بے بسی کا یہ احساس انسان کو عموماً اس وقت شدت سے ہوتا ہے جب وہ زندگی میں کسی بحران میں مبتلا ہو جائے یا اُس کو کوئی ایسا دھکا لگے جو اس کی زندگی کے نظام کو درہم برہم کر دے۔انسان کی اس وجودی تنہائی اور لاچاری کی کیفیت میں روحانی تجربہ روشنی کے ایک جھماکا کی طرح یہ انکشاف کرتا ہے کہ انسان ہمیشہ سے اساسی طور پر ایک منزہ، بے عیب اور مستقل حقیقت سے وابستہ رہا ہے۔یہ شعور کہ کائنات کی ان بے کراں وسعتوں میں انسان تنہا اور بے سہارا نہیں ہے بلکہ انتہائی بنیادی اور مرکزی اعتبار سے اس کو ایک ایسی ہستی کا ساتھ حاصل ہے جو کہ اس کے تمام دکھوں کا مداوا اپنے پاس رکھتی ہے، انسان کے اس روحانی تجربہ کی روح اور اس کا مغز ہے۔

خاکسار بھی الحمدللہ ایک ایسے ہی روحانی تجربہ سے گزرا ہے جس کی قدرے تفصیل میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے مقدمہ میں درج ہے ۔اور اسی روحانی واقعہ کے بعد مجھے یہ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس عاجز کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی موعود غلامی سے نوازا ہے بلکہ اس کا موعود الہامی ثبوت بھی بخشا ہے۔دنیا میں فساد اور جھگڑا اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کچھ لوگ یا کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کو اپنی جاگیر سمجھ لیں۔حالانکہ ایسا سوچنا اور کرنا غلط ہے۔کیونکہ اللہ کا فضل اور اسکی رحمت اسکی عطا ہے۔وہ جب چاہے اور جس کو چاہے عطا کر دے۔آخر میں بطور خلاصہ میں معذرت کیساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا اپنا دعویٰ مہدویت اور مسیحیت اگر سچا ہے تو خلیفۃ المسیح الثانی کا دعویٰ مصلح موعود ''غلام مسیح الزماں'' سچا نہیں ہے۔یہ دونوں دعاوی ایک وقت میں سچے نہیں ہوسکتے۔اگر ایک سچا ہے تو دوسرا غلط فہمی پر مبنی ہے۔مجھے امید ہے کہ جماعت احمدیہ کا کوئی بھی فرد، خلیفۃ المسیح الثانی کے غلط دعویٰ مصلح موعود کی خاطر حضرت مہدی علیہ السلام کے سچے دعویٰ کی تکذیب کرنا پسند نہیں کرے گا۔اب نظام جماعت، علمائے جماعت اور افراد جماعت خوب اچھی طرح سوچ لیں کہ انہوں نے ایک سچے دعویٰ کو جھٹلانا ہے یا کہ ایک غلط فہمی پر مبنی دعویٰ سے دستبردار ہونا ہے؟ فیصلہ آپکے ہاتھ میں ہے۔

جہاں تک فلسفے اور مذہب کا تعلق ہے تو خاکسار کبھی بھی ان کا طالب علم نہیں رہا۔میں ان علوم میں امی محض ہوں ☆ اور کچھ نہیں جانتا سوائے اِسکے جو میرے ربّ نے چاہا کہ میں جانوں ☆۔مادہ اور شعور دونوں حقیقت نہیں بلکہ اس کے مظاہر ہیں۔حقیقت یا خدا صرف اور صرف

’’نیکی‘‘ ہے۔میں امید کرتا ہوں کہ ہر باشعور انسان نیکی کے اس ’’اعلیٰ ترین تصور‘‘ کیساتھ اتفاق کرے گا۔لیکن اگر کوئی اتفاق نہ کرے اور سمجھے کہ یہ تصور غلط ہے تو میں ایسے شخص کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس دلیل کو کسی مخالف دلیل سے توڑ کر دکھائے۔یہی ’’اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر تصور‘‘ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی ’’الہامی پیشگوئی کی حقیقت‘‘ پر مشتمل ہے۔میں افراد اور علمائے جماعت احمدیہ کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ میری کتاب میں درج دلائل کو غلط سمجھتے ہیں تو درج ذیل سوالات کو جھٹلا کر دکھائیں۔

(۱)حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی نرینہ اولاد (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد) پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتی۔

(۲)اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ ’’نیکی خدا ہے‘‘ سے آگے نظری طور پر بڑھنا ممکن نہیں اور خاکسار کا یہی نظریہ پیشگوئی مصلح موعود کا الہامی، علمی اور قطعی ثبوت ہے۔یہ الہامی ثبوت الہامی نظریہ Virtue is God پر مشتمل اور قطعی طور پر ناقابل تردید ہے۔

اے افراد جماعت! لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ آپ آزاد نہیں بلکہ اسیر ہیں۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ آزاد ہیں تو اٹھیں اور اپنے مربی یا امیر یا امام سے پوچھیں کہ وہ میری مندرجہ بالا دونوں باتوں کو دلیل کے ساتھ غلط ثابت کرے۔لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ آزاد نہیں۔ایک نظام کے ساتھ آپ سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔اس نظام کے مظالم یعنی پابندیوں کا میں بھی طویل عرصہ سے شکار ہوں اور ہوسکتا ہے اب یہ نظام ان مظالم کو دوچند کردے۔ہر وہ دکھ اور اذیت مجھے دی جارہی ہے جو کہ سابق انبیاء اور اولیاء کو ان کے مخالفین نے دی۔اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی انسان کو بغرض اصلاح دنیا میں بھیجا ہے تو اہل دنیا نے اس کا نعوذ باللہ شیطان، مکار، فریبی، فتنہ باز اور مجنون کہہ کر استقبال کیا۔میں اس سنت سے باہر کیسے رہ سکتا ہوں؟ یقیناً میرا سواگت بھی انہی القاب سے ہوگا۔لیکن پھر بھی میں معذرت اور ادب کیساتھ یہی گذارش کرتا ہوں کہ اگر کوئی انسان متذکرہ بالا دونوں باتیں ثابت کرنے میں کامیاب ہوگیا تو خاکسار ایسے شخص کو مبلغ دس لاکھ روپے پاکستانی بطور انعام پیش کرے گا۔میں ایسے شخص کو اس رقم کی پیشگی گارنٹی دینے کو تیار ہوں۔اور ساتھ ہی ایسے انسان کا شکرگزار بھی ہونگا۔لیکن بہرحال سانچ کو آنچ نہیں اور جھوٹ کے پاؤں نہیں۔ہوسکتا ہے کہ کسی ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ کون فیصلہ کرے گا کہ غفار کے سوالات کو جھٹلا دیا گیا ہے۔؟ میری عرض ہے کہ اس بات کا فیصلہ وہ کلام کریگا جو آنحضرت ﷺ کے مبارک اور حسین دل پر نازل ہوا اور وہ جو قیامت تک کیلئے فرقان اور حکم ہے۔اگر کوئی شخص قرآن پاک کی روشنی میں میرے ان دونوں سوالات کو جھٹلا گیا تو میں فوری طور پر اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے انعامی رقم متعلقہ شخص کے حوالے کردوں گا اور اپنے دعویٰ سے دستبردار ہوجاؤں گا۔وہ لوگ جو قرآن پاک پر ایمان نہیں رکھتے وہ کم از کم عقل کے ساتھ ہی میرے سوالات کو جھٹلا کر دکھادیں۔ آزمائش شرط ہے۔کیا آپ میں سے کوئی ہے؟

آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

عبدالغفار جنبہ

کیل۔جرمنی۔12.12.2003